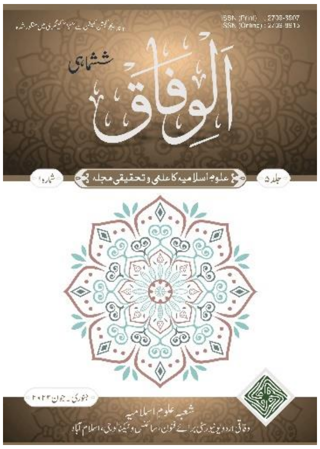

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 5, Issue 1 (January - June 2022)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code

Article	سمندری حیوانات کے متعلق معاصر فقہاء اور مراکز فتاوی کی آراء۔ تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ Opinion of Contemporary Jurists and Fiqh Academies on Aquatic Animals (An Analytical Study)	Indexing
Authors	Dr. Aqsa[1] Dr. Hafiz Abdul Basit Khan[2]	
Affiliations	[1]Government College Women University, Sialkot, Pakistan. [2]Sheikh Zayed Islamic Center, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.	
Published	30 June 2022	
Article DOI	https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1.u11	
QR Code		
Citation	Aqsa, Dr. and Abdul Basit Khan, Dr, Hafiz, *"Opinion of Contemporary Jurists and Fiqh Academies on Aquatic Animals (An Analytical Study)"* Al-Wifaq, June 2022, vol. 5, no. 1, pp. 181–202	
Copyright Information:	سمندری حیوانات کے متعلق معاصر فقہاء اور مراکز فتاوی کی آراء۔ تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ Opinion of Contemporary Jurists and Fiqh Academies on Aquatic Animals (An Analytical Study) © 2022 by Dr. Aqsa & Dr. Hafiz Abdul Basit Khan is licensed under CC BY 4.0	
Publisher Information:	Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.	

سمندری حیوانات کے متعلق معاصر فقہاء اور مراکز فتاوی کی آراء۔ تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Opinion of Contemporary Jurists and Fiqh Academies on Aquatic Animals (An Analytical Study)

*ڈاکٹر اقصیٰ

**ڈاکٹر حافظ عبد الباسط خان

ABSTRACT

The Quran is the fundamental document of the religion of Islam. Among the blessings that Allah Almighty has bestowed is that He has allowed us to do many things that were forbidden according to the previously revealed law. “Allah intends for you ease and He does not want to make things difficult for you.” (Al-Baqarāh: 2/185). Seafood is any form of sea life regarded as food by humans. Seafood prominently includes fish and other sea creatures like shellfish, prawns, crabs, eel, shrimps, oysters, octopuses, snails, frogs, crocodiles, snakes etc. As observed during the last few years, the demand for seafood has become manifold. The trends for seafood are widely in fashion as eating habits, generally around the world, and especially in Asia. The basic objective of this article examines the views of contemporary scholars of modern jurisprudential institutions and various Iftaa councils, keeping in view the above-mentioned research. Questionnaires were written by the researcher to different madaris which included 17 questions. Various topics related to the condition and sanctity of marine animals, their regular use of food, medicine and trade were discussed. In this perspective, it is stated that there are many deviated exegeses for permissible and forbidden seafood in all schools of thought. By using the descriptive and analytical method of research, these efforts are made to throw light on the importance of seafood, especially for various Fiqh Academies in Pakistan.

KEYWORDS

Contemporary Jurists, Iftaa Centers, Juristically Opinion, Sea Creatures, Seafood

تمہید

اسلام کی عظمت، اسلامی شریعت کی رفعت اور بندوں کے دنیوی اور اُخروی مصالح کے حوالہ سے اس کے احکام کی

---

*لیکچرر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

**ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور

جامعیت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ درحقیقت مسلمانوں سے مطلوب بھی یہی ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی اطاعت اور نبی کریم ﷺ کا اتباع کریں اور کتاب وسنت کی ہدایت کے مطابق عمل کریں، کیونکہ یہی دو چیزیں گمراہی سے بچانے والی ہیں اور یہی صراط مستقیم ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ [1]

"یہ دین میرا راستہ ہے جو سیدھا ہے، اسی راستے پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو، کیونکہ وہ راستے تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے۔"

بلاشبہ اسلام اپنی روح کے اعتبار سے تمام انسانیت کے لیے ایک پیغام ہے جو ہر زمان و مکان پر محیط اور اس کے مناسب حال ہے، اس دین کی ایک نمایاں خصوصیت اعتدال و توازن ہے۔ یہ دین انسانی ترقی کے ہم قدم اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق اس پر حکمران ہے۔ اس کے بنیادی اصول و قوانین میں کسی قسم کی افراط و تفریط نہیں۔ اس کے احکام انسانیت کے لیے سراپا رحمت ہیں جو انسانی مصالح کی رعایت اور ان کی تکمیل نیز مفاسد کے ازالہ یا ان کے دائرہ کو گھٹانے اور بندوں سے مشقت و پریشانی دور کرنے پر مبنی ہیں، ارشاد ربانی ہے:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ. [2]

اللہ نے دین میں تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں رکھی ہے۔ موجودہ زمانے میں جہاں ایک طرف اسلامی معاشرہ کے اندر سائنسی اور تہذیبی ارتقاء کے نتیجے میں بہت سے ایسے نئے، نہایت پیچیدہ اور چیلنج کرنے والے مسائل پیدا ہوئے جن سے انسانیت کو کبھی سابقہ نہیں پڑا تھا، وہیں دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے فقہی اکیڈمیوں اور شرعی اداروں کو قائم کرنے کی توفیق بھی بخشی تاکہ یہ ادارے اجتماعی اجتہاد کا ایک ایسا ذریعہ بن جائیں جن سے اللہ تعالیٰ اس امت کے دین کو تضاد اور بے مقصدیت سے محفوظ فرمادے۔ یہ اکیڈمیاں اور ادارے زندگی کے مختلف میدانوں میں اُمّت کو درپیش مشکلات اور پیچیدہ و دشوار مسائل میں فیصلہ کرنے کا مرجع بن چکے ہیں جہاں علماء کرام اور محققین عظام واقعات کی صحیح تصویر کشی کر کے ان کے مناسب شرعی احکام کی رہنمائی کرتے ہیں۔

سابقہ تحقیقی مواد کا جائزہ:

حیوانات سے استفادہ کے اصولی احکام تو قرآن و سنت میں موجود ہیں جنہیں بنیاد بناء کر فقہاء کرام نے اپنے اپنے زمانے اور علاقے میں اس سلسلہ میں نت نئے پیدا ہونے والے مسائل پر روشنی ڈالی ہے جس کی تفصیل فقہ کی قدیم و جدید کتب میں موجود ہے۔ لیکن "سمندری حیوانات کے متعلق معاصر فقہاء اور مراکز فتاوی کی آراء" کو مقالہ نگار ان کی معلومات کے مطابق براہ راست کسی نے اپنا موضوع بحث نہیں بنایا۔ اب تک لکھے گئے تمام مقالات اور اب تک منظر عام پر آنے والی تمام ذخیرہ کتب میں حیوانات کے حلال و حرام کا ذکر تو ضرور ملتا ہے لیکن سمندری حیات کا بطور خوراک

ماکولات و مشروبات میں استعمال اور ان کا بطور دوا استعمال وغیرہ کے احکام کا تفصیلاً ذکر موجود نہیں۔ اس لیے اس آرٹیکل میں پوری کوشش کی جائے گی کہ سمندری حیوانات کے پہلوؤں کا تفصیلاً جائزہ لیا جاسکے۔ علاوہ ازیں علمی حوالے سے اس امر کی ضرورت ہے کہ اس قسم کے موضوعات پر کام جاری رکھا جائے۔ تاہم پیش کردہ مضمون موضوع اور منہج و مواد کے حوالے سے مختلف ہے۔

مقالہ کا منہج:

اس آرٹیکل میں سمندری حیوانات کے متعلق معاصر فقہا اور مراکز فتاوی کی آراء کو شامل کیا گیا ہے اور اس کا انتخاب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں سمندری حیوانات کے بطور غذا و دوا استعمال اور تجارت کے مختلف پہلوؤں کی حلت و حرمت کے حوالے سے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کے نقطہ نظر کو بیان کیا گیا ہے۔ اسلوبِ تحقیق بیانیہ ہونے کے ساتھ ساتھ تجزیاتی بھی ہے کیونکہ آرٹیکل کے آخر میں جدول کی شکل میں تمام نکات کو واضح کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ اس میں خلاصہ بحث اور نتائج و سفارشات بھی شامل ہیں۔ دورِ حاضر کی اہم ضرورت ہے کہ دور جدید میں حلت و حرمت کے حوالے سے زیادہ سے زیادہ کام کیا جائے تاکہ ہر خاص و عام حلت و حرمت کے مفاہیم سے مستفید ہو سکے۔

مقصد تحقیق:

اس آرٹیکل میں مذکورہ مقصد تحقیق "جدید فقہی ادارے اور مختلف افتاء کونسلز کے معاصر علماء کرام کی آراء کا جائزہ" کو مد نظر رکھا گیا ہے نیز اس حوالے سے پاکستان کے مختلف مدارس (دار الافتاء سنٹرز) کو محققین کی طرف سے تیار کردہ تحریری سوالنامہ ارسال کیا گیا جس کے جوابات فتاویٰ کی صورت میں مطلوب تھے۔ ان مدارس میں خصوصاً لاہور کے تمام مکتبہ فکر کے مدارس سے سمندری حیوانات کے بارے میں فتاویٰ جات اکٹھے کیے گئے۔

محققین کی طرف سے جن مدارس کو سوال نامے تحریر کیے گئے ان کے نام درج ذیل ہیں: دار الافتاء جامعہ اشرفیہ [3]، جامعہ مرکز علوم اسلامیہ [4]، جامعہ اہلحدیث القدس [5]، دار الافتاء جامعہ مسجد اسحاق [6]، جامعہ نظامیہ رضویہ [7]، دار الاسلام مجلس الافتاء [8]، دار الافتاء جامعہ نعیمیہ [9]، ادارہ منہاج الحسین دار الافتاء والقضاء [10]، حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر دار الافتاء [11]، الجامعۃ الاسلامیۃ الامدادیۃ [12]، جامعہ محمودیہ [13]، دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم [14]، جامعہ خیر المدارس [15] اور جامعہ دار العلوم حقانیہ [16] شامل ہیں۔ اس حوالے سے محققین کی طرف سے سمندری حیوانات سے متعلق ایک تحریری سوالنامہ مرتب کیا گیا جس میں کل ۱۷ سوالات شامل کیے گئے ہیں۔ اس سوالنامے میں عمومی طور پر سب سے زیادہ استعمال ہونے والے سمندری حیوانات کی حلت و حرمت، ان کا بطور غذا و دوا استعمال اور تجارت کے حوالے سے مختلف موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مقالہ نگاران ان تمام مدارس کے تعاون کرنے پر نہایت مشکور ہے کہ انہوں نے تحریر کردہ سوالات کو فتاویٰ جات کی صورت میں ارسال کیا۔ ان تمام فتاویٰ جات کی اصل دستاویزات مقالہ نگاران کے پاس محفوظ ہیں۔ ان

سوالات کے پیش نظر مختلف مدارس سے فتاویٰ جات کی صورت میں جوابات موصول ہوئے۔

تحقیقی سوالنامہ برائے سمندری حیوانات

سوال:۱	مچھلی کو خوراک کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے؟
سوال:۲	مچھلی کو ذبح کرنا ضروری ہے یا نہیں؟
سوال:۳	مردہ حالت میں مچھلی کو کھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟
سوال:۴	"سمک طافی" کے احکامات کیا ہیں؟
سوال:۵	مچھلی کے دیگر اعضاء سے بننے والی ادویات اور مصنوعات کے کیا احکامات ہیں؟
سوال:۶	مچھلی کی بیع (خرید و فروخت) کے کیا احکامات ہیں؟
سوال:۷	بڑی مچھلیوں (وہیل، شارک، ڈولفن) ان کے کھانے کے احکامات نیز ان سے استفادہ کی دیگر صورتیں جائز ہیں یا نہیں؟
سوال:۸	جھینگا کھانا کیسا ہے؟ مردہ جھینگے کے کیا احکامات ہیں؟
سوال:۹	جھینگے کی خرید و فروخت کے احکامات کیا ہیں؟
سوال:۱۰	جھینگے اور اس کے باقی اعضاء سے بننے والی ادویات کے احکامات کیا ہیں؟
سوال:۱۱	"آکٹوپس" اور "بام مچھلی" کا کھانا کیسا ہے؟، ان کی تجارت کے احکامات؟ اور ان سے بننے والی ادویات کے احکامات؟
سوال:۱۲	"سیپی اور گھونگا" ان کو کھانا، ان کا کاروبار کرنا اور ادویات کے احکامات؟
سوال:۱۳	"مینڈک، مگرمچھ، کچھوا، سانپ" ان کو کھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟
سوال:۱۴	ان کی خرید و فروخت (تجارت) کے احکامات کیا ہیں؟
سوال:۱۵	ان جانوروں سے بننے والی ادویات کے کیا احکامات ہیں؟
سوال:۱۶	ان جانوروں کی کھال سے بننے والی مصنوعات (جیکٹس، بیگ وغیرہ) کے کیا احکامات ہیں؟

سوال نمبر ۱، ۲ کی روشنی میں "دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور" سے اس بارے میں فتویٰ طلب کیا گیا ہے اور انہوں نے اس کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا اور مچھلی کو ذبح کرنے کی کوئی شرط نہیں لگائی نیز سنن ابن ماجہ کی حدیث کے تحت یہ بیان جاری کیا ہے کہ مچھلی اپنی مردہ حالت ہی میں حلال ہے[17]۔ "جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور" نے مذکورہ بالا سوالات کے تحت مچھلی کو خوراک کے طور پر شرعاً جائز قرار دیا ہے اور مزید فرمایا کہ قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ اور اجماع اُمت سے اس کا جواز ثابت ہے اور مزید یہ کہ حدیث میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ مچھلی کے لئے ذبح

کی شرط ضروری نہیں ہے۔ مچھلی کو بطور خوراک استعمال کے حوالے سے "دار الافتاء جامعہ اہلحدیث القدس داگراں لاہور" سے ان سوالات کے جوابات میں یہ فتویٰ جاری کیا گیا ہے کہ قرآن کریم میں مچھلی کے شکار کو صراحتاً حلال قرار دیا گیا ہے۔ اور اس حوالہ سے المائدہ: 5/96 کا حوالہ دیا گیا ہے۔ نیز مچھلی کے ذبح کے مسئلے میں تفصیلاً یہ کہا گیا ہے کہ ذبح اس جانور کو کیا جاتا ہے جس میں دم مسفوح ہو اور مچھلی میں دم مسفوح نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس کو ذبح کی ضرورت نہیں۔ اس سوال کے حوالہ جات کی صورت میں دار الافتاء نے سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ کا حوالہ درج کیا ہے اور فتویٰ دیا کہ مچھلی بغیر ذبح کے کھائی جاسکتی ہے۔ "دار الافتاء جامعہ مسجد اسحاق چونامنڈی لاہور" نے یہ فتویٰ دیا کہ قرآن و حدیث کی رو سے جن اشیاء کی حرمت کی دلیل مل جائے وہ حرام ہیں اور ان کے علاوہ سب حلال ہیں۔ لہٰذا قرآن و سنت میں مچھلی کے حرام ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس لیے اس کو بطور خوراک استعمال کرنا جائز ہے۔ مچھلی کے ذبح کے مسئلہ میں ان کا فتویٰ یہ ہے کہ مچھلی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں مچھلی مردہ بھی ہو تو حلال ہے۔

مچھلی کو بطور خوراک استعمال کرنے کے حوالے سے "دار السلام مجلس الافتاء لاہور" نے مچھلی کو خوراک کے طور پر کھانے کی اجازت دی ہے۔ مزید یہ کہ مچھلی کو بالاتفاق ذبح کرنا ضروری نہیں[18] اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ حدیث میں مچھلی اور ٹڈی کو ذبح کرنے کا حکم نہیں ہے۔ ان سوالات کے حوالے سے "دار الافتاء جامعہ نعیمیہ لاہور" نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ مچھلی شرعاً حلال ہے اور اسے بطور خوراک استعمال کرنا جائز ہے۔ انہوں نے حوالہ کے طور پر قرآن کریم اور فقہ کی بنیادی کتب کا حوالہ دیا ہے۔ مزید یہ کہ مچھلی کو ذبح کرنا ضروری نہیں کیونکہ حدیث میں صراحتاً مذکور ہے۔ اہل تشیع کے مکتبہ فکر کے حوالے سے ان سوالات کے جوابات میں "ادارہ منہاج الحسین لاہور دار الافتاء والقضاء" نے اس سوال پر فتویٰ دیا ہے کہ اگر مچھلی چھلکے والی ہو گی تو اس کا بطور خوراک استعمال کرنا جائز ہے اور مچھلی کے ذبح کی کوئی شرط درکار نہیں ہے۔ "حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر لاہور" کے دار الافتاء سنٹر مکتب اہل تشیع سے مچھلی کو بطور خوراک استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔ اس ادارے نے اپنے فتویٰ میں چھلکے والی مچھلی کو مخصوص نہیں کیا بلکہ مجموعی طور پر تمام اقسام کی مچھلیوں کو بطور خوراک استعمال کرنے کی اجازت دی ہے اور مچھلی کے ذبح کے مسئلہ میں کہا کہ مچھلی میں ذبح کا عمل نہیں ہوتا۔ مچھلی کو پانی سے زندہ نکالا جائے اور وہ پانی سے باہر مر جائے اس کی حلت کے لیے یہی کافی ہے۔

مذکورہ بالا سوالات کے جوابات میں "الجامعۃ الاسلامیۃ الامدادیۃ فیصل آباد" نے یہ فتویٰ ارسال کیا ہے کہ مچھلی کو خوراک کے طور پر استعمال کرنا درست ہے۔ نیز مچھلی کو ذبح کرنا ضروری نہیں ہے۔ "جامعہ محمودیہ جھنگ" سے فتاویٰ جات کی صورت میں ان سوالات کے جوابات میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ مچھلی کو خوراک کے طور پر استعمال کرنا جائز ہے اور مچھلی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں دم مسفوح موجود نہیں ہوتا۔ مچھلی کے بطور خوراک استعمال اور مچھلی کو ذبح کرنے کے مسئلے میں "دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان" نے ان سوالات کے جوابات میں یہ فتویٰ ارسال

کیا کہ مچھلی کو خوراک کے طور پر استعمال کرنا جائز ہے اور اس کو ذبح کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ "جامعہ خیر المدارس ملتان" نے یہ تحریر کیا کہ قرآن کریم، احادیث کتب تفاسیر و فقہ کی تصریحات کی روشنی میں مچھلی حلال ہے اور اس کا بطور خوراک استعمال جائز ہے۔ مزید یہ کہ دوسرے جانوروں کی طرح مچھلی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مچھلی میں بہتا ہوا خون نہیں پایا جاتا۔ "جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک" نے یہ جوابات جاری کیے کہ مچھلی کو خوراک کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے اور مچھلی کو ذبح کرنا ضروری نہیں بلکہ بغیر ذبح کیے مچھلی کھانا جائز ہے۔

سوال نمبر ۳ اور ۴ کے جوابات کے تحت مختلف مدارس و جامعات کے دار الافتاء سے حاصل ہونے والے فتاویٰ جات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ اس مسئلہ میں فقہاء کرام کا کیا نقطۂ نظر ہے؟ اس حوالے سے سب سے پہلے جامعہ اشرفیہ کا فتویٰ ہے جس میں یہ بیان کیا کہ مری ہوئی مچھلیاں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جو کسی خارجی سبب کی بناء پر مری ہوں جیسے مچھلی کو پانی سے باہر نکال لیا گیا ہو یا کوئی اور صورت ہو جس سے مچھلیاں مر جائیں تو ایسی مچھلیوں کا کھانا حلال ہے۔ دوسری وہ مچھلیاں ہیں جو کہ سمک طافی کے حکم میں آتی ہیں اور سمک طافی[19] اس مچھلی کو کہتے ہیں جو کسی طبعی موت خود بخود پانی میں مر جائیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ یہ الٹی ہو کر پانی کی سطح پر تیرنے لگتی ہے اور فقہاءِ احناف کے نزدیک ایسی مچھلی کا کھانا حلال نہیں ہے اور اس کے حوالہ میں انہوں نے سنن ابی داؤد کی روایت کو نقل کیا۔ جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ نے اس بارے میں یہ فتویٰ درج کیا ہے کہ مردہ حالت میں مچھلی کو کھایا جاسکتا ہے۔ لیکن سمک طافی کا کھانا احناف کے نزدیک مکروہ ہے۔ جامعہ اہلحدیث القدس مردہ مچھلی کے احکام میں یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ مردہ مچھلی کو کھایا جاسکتا ہے۔ اور سمک طافی کے حوالے سے ان کا فتویٰ یہ ہے کہ مردہ حالت میں تیرنے والی مچھلی کھائی جاسکتی ہے۔ دار الافتاء جامعہ مسجد اسحٰق اس حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ مردہ حالت میں مچھلی کو کھایا جاسکتا ہے اور سمک طافی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سمک طافی حلال مچھلی ہے۔ سمندری جانور ہے اس کے احکامات عام دیگر مچھلیوں کے ہیں۔ "دار السلام مجلس الافتاء" مردہ مچھلی کھانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ مزید یہ کہ سمک طافی کو انہوں نے حلال قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ صورت حال اس درجہ خراب نہ ہو جائے کہ کھانے سے ضرر کا باعث بنے۔ دار الافتاء جامعہ نعیمیہ اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ مردہ حالت میں مچھلی کو کھایا جاسکتا ہے اور سمک طافی کے بارے میں ان کا یہ بیان ہے کہ مچھلی میں سے "طافی مچھلی" مکروہ ہے۔

ادارہ منہاج الحسین دار الافتاء والقضاء اہل تشیع کے مکتبہ فکر کے نزدیک اگر مچھلی کو پانی سے زندہ نکالا گیا تھا اس کے بعد وہ مر گئی تو اس کو کھایا جاسکتا ہے۔ اور سمک طافی کے بارے میں یہ کہ اس کا کھانا جائز نہیں۔ حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر اس بارے میں یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ مردہ حالت میں مچھلی کو کھایا جاسکتا ہے اور سمک طافی کو حرام قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود بخود پانی میں مر کر اوپر آئی ہے۔ الجامعہ الاسلامیۃ امدادیۃ اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ مچھلی اگر مردہ

حالت میں مل جائے اور سبب موت معلوم ہو مثلاً کسی نے پانی میں کرنٹ چھوڑا تاکہ مچھلیاں مر جائیں یا ایسی دوائی ڈالی جس سے مچھلیاں مر جائیں تو ان تمام صورتوں میں مچھلی کھانا جائز ہے۔ سمک طافی کے بارے میں حنفیہ کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ مذکورہ بالا سوالات کی روشنی میں جامعہ محمودیہ اس بارے میں یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ مچھلی جب تک مر کر الٹی نہ ہو جائے اس وقت تک اس کا کھانا جائز ہے۔ اور اگر مچھلی مر کر الٹی ہو گئی تو اس کا کھانا جائز نہیں کیونکہ یہی سمک طافی ہے جو مر کر پانی کی سطح پر الٹی ہو جائے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم اس حوالے سے یہ فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ مردہ حالت میں مچھلی کو کھانا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ سمک طافی نہ ہو کیونکہ سمک طافی کا کھانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ دار الافتاء جامعہ خیر المدارس نے یہ فتویٰ ارسال کیا کہ اگر مچھلیوں کو پانی کے اندر رکھتے ہوئے کوئی ایسی صورت اور تدبیر اختیار کی جائے جس سے مچھلیاں مر جائیں اور پھر ان کو پانی سے نکال لیا جائے تو ان کا کھانا حلال ہے۔ اور رہا سوال سمک طافی کا تو ایسی مچھلی احناف کے نزدیک حلال نہیں ہے۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اپنے فتویٰ میں بیان کرتے کہ مردہ مچھلی کو دیکھا جائے گا کہ اگر یہ کسی آفت کی وجہ سے مری ہو تو اس کا کھانا جائز ہے اور اگر طبعی موت مری ہو جیسا کہ سمک طافی میں ہے تو اس کا کھانا احناف کے نزدیک مکروہ ہے۔

سوال نمبر ۵،۶ جامعہ اشرفیہ مذکورہ بالا سوالات کے جواب میں یہ فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ مچھلی کی خرید و فروخت بلاشبہ جائز ہے۔ نیز مچھلی کے اعضاء سے بننے والی ادویات بھی حلال ہیں بشرطیکہ اس کے ساتھ کوئی ایسی چیز نہ ملائی جائے جو شرعاً حرام ہو۔ جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ اسی حوالے سے یہ جواب تحریر کرتے ہیں کہ تجارت کے شرعی احکامات کو مدنظر رکھتے ہوئے مچھلی کی خرید و فروخت شرعاً جائز ہے اس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں۔ اور مچھلی کے دیگر اعضاء سے بننے والی ادویات اور مصنوعات کا استعمال بھی شریعت کی رو سے جائز ہے۔ جامعہ اہلحدیث القدس اس حوالے سے لکھتے ہیں کیونکہ مچھلی حلال ہے۔ لہٰذا اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے۔ مزید یہ کہ مچھلی سے بننے والی ادویات اور مصنوعات کا استعمال کرنا اور ان سے فائدہ حاصل کرنا شرعاً جائز ہے۔ دار الافتاء جامعہ مسجد اسحٰق اس بارے میں لکھتے ہیں کہ مچھلی مردہ ہو یا زندہ ہر صورت میں اس کی خرید و فروخت درست ہے۔ شریعت اسلامیہ میں مچھلی بلا تفریق حلال ہے۔ اب چاہے اس کا استعمال ادویات میں ہو یا مصنوعات میں، مچھلی کے تمام اعضاء سے استفادہ درست ہے۔

مچھلی کی خرید و فروخت کے سلسلے میں "دار السلام مجلس الافتاء" اس حوالے سے یہ فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ مچھلی کی خرید و فروخت کے احکام بھی وہی ہیں جو عام حلال جانور کی خرید و فروخت کے احکامات ہیں۔ نیز مچھلی کے دیگر اعضاء سے بننے والی ادویات و مصنوعات کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ شرعی اصول یہی ہے کہ جو چیز فی نفسہٖ حلال ہوتی ہے اس کے تمام اجزاء کا استعمال بھی حلال ہوتا ہے۔ دار الافتاء جامعہ نعیمیہ کا مچھلی کی خرید و فروخت کے سلسلے میں جواز کا فتویٰ ہے کہ

مچھلی کا کھانا اور اس کی خرید و فروخت کرنا تمام امور حلال ہیں کیونکہ جس چیز کا کھانا حلال ہو اس کی خرید و فروخت بھی حلال ہوتی ہے۔ نیز مچھلی کے اعضاء سے بننے والی ادویات کھانا یا بنانا اور فروخت کرنا وغیرہ، مزید یہ کہ مچھلی کی مصنوعات کا بیچنا، خریدنا سب جائز ہے۔ اس میں بھی وہی اصول پیش نظر ہے کہ جس چیز کا کھانا حلال ہے اس کے اعضاء سے بننے والی ادویات اور مصنوعات بھی جائز ہیں۔ ادارہ منہاج الحسین دار الافتاء و القضاء، اہل تشیع کے مکتبہ فکر کے مطابق حلال مچھلی (جس پر چھلکا ہو) اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔ نیز مچھلی کے دیگر اعضاء سے بننے والی ادویات کا استعمال جائز ہے۔ حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر مچھلی کی خرید و فروخت اور اس کے اعضاء سے بننے والی ادویات و مصنوعات کو جائز قرار دیتے ہیں۔ الجامعہ الاسلامیۃ امدادیۃ مچھلی کی خرید و فروخت کو جائز قرار دیتے ہیں کیونکہ حلال چیز کی خرید و فروخت کی کوئی ممانعت نہیں۔ البتہ سمک طافی کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ نیز مچھلی کے اعضاء سے بننے والی ادویات و مصنوعات کا استعمال جائز ہے۔

جامعہ محمودیہ مچھلی کی خرید و فروخت کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں نیز مچھلی سے بننے والی ادویات و مصنوعات کے استعمال کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ مچھلی کی خرید و فروخت قواعد شرعیہ کی رو سے جائز ہے۔ مزید یہ کہ مچھلی کے دیگر اعضاء سے بننے والی ادویات کا داخلی و خارجی استعمال درست ہے۔ نیز مچھلی سے بننے والی مصنوعات کا استعمال بھی جائز ہے۔ جامعہ خیر المدارس مچھلی کی خرید و فروخت کے احکام کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ مچھلی چونکہ حلال جانور ہے اس لیے اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔ بشرطیکہ بیع و شراء کی دیگر شرائط کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ مچھلی کے اعضاء سے بننے والی ادویات کا استعمال جائز ہے۔ نیز مصنوعات کی خرید و فروخت بھی شرعاً جائز ہے۔ "جامعہ دارالعلوم حقانیہ" مچھلی کے دیگر اعضاء سے بننے والی ادویات و مصنوعات کے استعمال کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس لیے کہ مچھلی بالاتفاق حلال ہے۔ لہٰذا اس کے سارے اعضاء کا استعمال بھی جائز ہے۔

سوال نمبر۷ کے حوالے سے "جامعہ اشرفیہ" نے یہ فتویٰ جاری کیا ہے کہ شارک چونکہ مچھلی کی اقسام میں سے ہے اور مچھلی اپنی تمام اقسام کے ساتھ حلال ہے۔ اس لیے شارک مچھلی بھی حلال ہے۔ جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ نے بڑی مچھلیوں کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ بڑی مچھلیوں کے کھانے کے بھی وہی احکامات ہیں جو کہ چھوٹی مچھلیوں کے ہیں۔ (وہیل، شارک، ڈولفن) یہ سب بھی مچھلیاں ہی ہیں۔ اسی طرح ان سے استفادہ کا وہی حکم ہے جو کہ عام مچھلیوں کا ہے۔ جامعہ اہلحدیث القدس نے اس سوال کے جواب میں یہ بیان کیا ہے کہ مچھلی چھوٹی ہو یا بڑی اس سے ہر قسم کا فائدہ حاصل کرنا شرعاً جائز ہے[20]۔ اس میں کسی قسم کی ممانعت نہیں ہے اور اس فتویٰ کے حوالہ کی صورت میں انہوں نے صحیح بخاری کی حدیث کو نقل کیا ہے۔ مذکورہ بالا سوال کے جواب میں دار الافتاء جامعہ مسجد اسحاق نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ وہیل، ڈولفن، شارک وغیرہ سب بڑی مچھلیاں ہیں اور حلال ہیں۔ ان کا کھانا اور ان سے استفادے کی تمام کی تمام

صورتیں جن سے کسی دوسرے شرعی حکم کی ممانعت نہ ہو جائز ہے۔ نیز مچھلی چھوٹی ہو یا بڑی جب اس پر "حوت" اور "سمک" کا لفظ صادق آتا ہے تو وہ سب حکم میں برابر ہیں کیونکہ شریعت نے چھوٹی یا بڑی مچھلی کے احکام میں کوئی فرق نہیں کیا۔ دار السلام مجلس الافتاء نے وہیل، ڈولفن اور شارک کی تمام اقسام کی حلت کا فتویٰ دیا ہے[21]۔ خواہ بڑی مچھلی ہو یا چھوٹی۔ مزید یہ کہ حدیث میں بھی عنبر مچھلی کے کھانے کا جواز ملتا ہے علاوہ ازیں بڑی مچھلیوں کی خرید و فروخت کے احکام بھی دیگر مچھلیوں کی طرح شرعاً جائز ہیں۔ دار الافتاء جامعہ نعیمیہ کے نزدیک بڑی مچھلیوں کی تمام اقسام حلال ہیں اور ان سے جائز منافع حاصل کرنا بھی درست ہے۔

اس سوال کے جواب میں ادارہ منہاج الحسین دار الافتاء والقضاء، اہل تشیع کے مکتبہ فکر کے نزدیک اگر بڑی اقسام کی تمام مچھلیاں اس معیار پر پورا اترتی ہوں کہ ان پر چھلکا موجود ہے تو جائز ہیں ورنہ نہیں ہے جبکہ حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر نے اس سوال کے جواب میں بڑی مچھلیوں کے کھانے اور ان کے استفادہ کی دیگر صورتوں کو جائز قرار دیا ہے اور اس میں چھلکے والی مچھلی کی تفریق نہیں کی۔ الجامعۃ الاسلامیۃ الامدادیۃ اس سوال کے پیش نظر یہ فتویٰ ارسال کرتے ہیں کہ مچھلی کی جتنی بھی اقسام ہیں، ان سب کا کھانا جائز ہے خواہ بڑی ہوں یا چھوٹی اور ان سب سے دیگر استفادہ کی صورتیں بھی جائز ہیں۔ دار الافتاء جامعہ محمودیہ بڑی مچھلیوں اور ان سے استفادہ کی صورتوں کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم لکھتے ہیں کہ تینوں قسم کی مچھلیوں میں مچھلی کی علامات موجود ہیں۔ لہٰذا ان کا کھانا جائز ہے۔ البتہ شارک مچھلی میں اختلاف کی بناء پر احتیاط بہتر ہے۔ نیز ان سے استفادہ کی دیگر صورتیں جائز ہیں۔ جامعہ خیر المدارس وہیل اور ڈولفن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ دونوں عرف میں مچھلی کے نام سے متعارف ہیں بلکہ وہیل کے بارے میں بعض حضرات نے یہ تصریح کی ہے کہ یہ درحقیقت عنبر ہی ہے جس کا ذکر حدیث میں مذکور ہے۔ اس کا کھانا جائز ہے۔ جامعہ دار العلوم حقانیہ بڑی مچھلیوں کا کھانا اور ان سے استفادہ کی صورتوں کو جائز قرار دیتے ہیں کہ خواہ مچھلی چھوٹی ہو یا بڑی سب حلال ہیں۔

سوال ۸، ۹، ۱۰ کے تحت دار الافتاء جامعہ اشرفیہ اس حوالہ سے آئمہ ثلاثہ کے نقطۂ نظر کو واضح کرتے ہوئے جھینگے کی حلت کے قائل ہیں جبکہ احناف کے نزدیک مچھلی کے سوا تمام سمندری حیوانات حرام ہیں۔ مزید یہ کہ علماء احناف کے ہاں جھینگے کی حلت و حرمت کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے اس کو مچھلی کی قسم قرار دے کر حلال کہا ہے جبکہ بعض علماء کی تحقیق[22] کے پیش نظر جھینگے میں مچھلی کی علامات نہیں پائی جاتیں۔ لہٰذا ان کے نزدیک یہ حرام ہے۔ اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ جھینگا کھانے سے پرہیز کیا جائے کیونکہ اس مسئلے کا تعلق حلت و حرمت سے ہے اور حلت و حرمت میں تعارض کے وقت حرمت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ نیز جھینگے کے اعضاء سے بنے ہوئے کا حکم بھی یہی ہے جو جھینگے کا حکم ہے۔ جامعہ مرکز علوم اسلامیہ، منصورہ نے ان سوالات کے زمرے میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ جھینگے کا کھانا

جمہور کے نزدیک جائز ہے۔ اسی طرح مردہ جھینگے کا کھانا بھی جائز ہے۔ نیز جھینگے کی خرید و فروخت شرعاً جائز ہے اور جھینگے کے دیگر اعضاء سے بننے والی ادویات کا استعمال بھی جائز ہے[23]۔

جامعہ اہلحدیث القدس جھینگے کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جھینگا بھی مچھلی کی ایک قسم ہے اور مچھلی کی تمام اقسام حلال اور ہر حلال چیز کی خرید و فروخت جائز ہے۔ لہٰذا جھینگے کی خرید و فروخت بھی جائز ہو گی نیز جھینگے کو ادویات میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ دار الافتاء جامع مسجد اسحٰق نے جھینگے کو کھانا جائز قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حلال ہے اور پانی کا جاندار ہے۔ اور پانی کا جاندار مردہ ہونے کی صورت میں بھی حلال ہے۔ لہٰذا اسے کھانا جائز ہو گا۔ اس لیے جھینگا زندہ ہو یا مردہ ہر صورت میں حلال ہو گا اور اس کا کھانا درست ہے۔ جب جھینگا حلال ہے تو اس کی خرید و فروخت بھی درست ہے۔ شرعی لحاظ سے اس کی بیع سے کوئی چیز مانع نہیں نیز مچھلی کی طرح اس کے تمام اعضاء کو ادویات کے لیے یا دیگر فوائد کے لیے استعمال کرنا درست ہے۔ دار السلام مجلس الافتاء نے ان سوالات کے جوابات میں بیان کیا ہے کہ جھینگا کھانا حلال ہے کیونکہ مچھلی کی طرح یہ بھی سمندری جانور ہے جو کہ صرف پانی میں رہتا ہے۔ مردہ جھینگا بھی حلال ہے جیسا کہ مچھلی کے احکام میں گزرا۔ جھینگے کی خرید و فروخت کے وہی احکام ہیں جو مچھلی کے ہیں۔ یعنی اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔ مچھلی کی طرح اس کے اعضاء یا اجزاء کا حکم بھی اباحت و جواز کا ہے۔

جھینگے کے حوالے سے جامعہ نعیمیہ مفتی اعظم ہند امام احمد رضا خاں کا فتویٰ نقل کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک چھوٹے جھینگے کا کھانا خلاف اولیٰ ہے اور بڑے جھینگے کے کھانے میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔ جھینگے کی خرید و فروخت بھی جائز ہے اور جھینگے کے اعضاء سے بننے والی ادویات کا استعمال بھی جائز ہے۔ ادارہ منہاج الحسین دار الافتاء و القضاء جھینگے (پران) کو کھانا جائز کہتے ہیں۔ جبکہ بڑے جھینگے (Lobster) کو کھانا جائز قرار نہیں دیتے۔ اسی طرح پران کی خرید و فروخت جائز اور لوبسٹر کی خرید و فروخت کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جبکہ جھینگے کے اعضاء سے بننے والی ادویات کی اجازت دیتے ہیں۔ حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر زندہ و مردہ جھینگے کے کھانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں جھینگے کی خرید و فروخت اور اس کے اعضاء سے بننے والی ادویات کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ الجامعہ الاسلامیۃ الامدادیۃ مذکورہ بالا سوالات کی روشنی میں جھینگے کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ جھینگا کھانا جائز ہے کیونکہ یہ مچھلی کی ایک قسم ہے۔ اور جو احکام عام مچھلی کے ہیں وہی احکام جھینگا کے بھی ہیں۔ نیز جھینگے کی خرید و فروخت اور اس کے اعضاء سے بننے والی ادویات اور مصنوعات سب حلال اور جائز ہیں۔ دار الافتاء جامعہ محمودیہ نے جھینگے کے حوالے سے کہا ہے کہ جھینگا کھانے سے اجتناب کرنا زیادہ مناسب، زیادہ احوط اور زیادہ اولیٰ ہے۔ اور اس فتویٰ کی روشنی میں جھینگے کی خرید و فروخت سے بچنا ضروری ہے۔ اور حتی الامکان ایسی ادویات سے بچنے کی کوشش کی جائے بأمر مجبوری ادویات میں استعمال جائز ہے۔ دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم نے جھینگے کے بارے میں کہا کہ دور حاضر کے مفتیان کرام کے مابین اختلاف ہے۔ جو

علماء کرام اسے سمک میں شمار کرتے ہیں وہ اس کی حلت کا فتویٰ دیتے ہیں اور جو اسے اقسام سمک میں شمار نہیں کرتے وہ اس کے عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ لہٰذا جھینگے کی خرید و فروخت جائز ہے۔

جن مفتیان کرام نے جھینگے کو جائز قرار دیا ہے ان کے نزدیک ادویات کا داخلی و خارجی استعمال درست ہے اور جن مفتیان نے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے ان کے نزدیک صرف خارجی استعمال درست ہے۔ جامعہ خیر المدارس نے جھینگے کے حوالے سے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جھینگا کھانے سے اجتناب کرنا زیادہ مناسب اور احوط ہے۔ بحری جانوروں کا بطور دوا استعمال حالت مجبوری میں جائز ہے۔ مگر بعینہ اس حرام چیز کو استعمال نہ کیا جائے بلکہ دیگر حلال اشیاء میں مغلوب کر کے استعمال کیا جائے۔ کیونکہ بوجہ قلب ماہیت کے استحباب جاتا رہا اور خرید و فروخت کی بوقت ضرورت خاص شرائط کے ساتھ شرعاً گنجائش ہے۔ جامعہ دار العلوم حقانیہ نے مختلف کتب فقہ کی روشنی میں جھینگے کے عدم جواز کا فتویٰ ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ جب اس میں حرمت کا قول بھی شامل ہے تو اس سے اجتناب بھی بہتر ہے۔ لہٰذا جھینگے میں احتیاط یہ ہے کہ نہ کھایا جائے۔ جھینگا اگر مچھلی کی قسم ہو تو خرید و فروخت جائز اور اگر مچھلی کی قسم نہ ہو تو خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ البتہ بقدر ضرورت تداوی بالمحرم کی وجہ سے اس کا کھانا جائز ہے۔ اسی بناء پر اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے۔ لہٰذا جھینگے سے بننے والی ادویات، جھینگا اگر حلال ہو تو ادویات کا استعمال جائز اور اگر حرام ہو تو اس سے بننے والی ادویات بقدر ضرورت استعمال کرنا جائز ہے۔

سوال ۱۱، ۱۲ کی روشنی میں دار الافتاء جامعہ اشرفیہ نے بام کو مچھلی میں شامل کیا ہے۔ اگرچہ بام مچھلی سانپ جیسی دکھتی ہے لیکن اس کا کھانا بلا کراہت جائز ہے۔ نیز سیپی جس کو گھونگا کہتے ہیں اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ نے بام مچھلی کا کھانا جائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح اس کی تجارت اور اس سے بننے والی ادویات کا بیرونی و اندرونی استعمال شرعاً جائز ہے۔ مزید یہ کہ سیپی، گھونگا کا استعمال بطور غذا یا دوا جائز نہیں ہے اس کی تجارت اور بطور دوا بیرونی استعمال جائز ہے۔ جامعہ اہلحدیث القدس بام مچھلی کو حلال قرار دیتے ہیں۔ اس کی خرید و فروخت، اس سے بننے والی ادویات اور ان کی تجارت جائز ہو گی۔ نیز سیپی گھونگا کو ادویات یا اس سے تیار کردہ کشتہ کو بطور دوا استعمال کرنا اور اس کا کاروبار کرنا شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ شریعت مطہرہ نے اس کا کھانا، یا اس سے مستفید ہونا نہیں بتلایا۔ دار الافتاء جامع مسجد اسحٰق نے بلا تردد بام مچھلی کو کھانے، اس کی تجارت کرنے اور ادویات میں اس کے استعمال اور دیگر فوائد حاصل کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

آکٹوپس بھی ایک سمندری جاندار ہے تو اس کے احکامات بھی سمندری جاندار کے ہوں گے۔ لہٰذا آکٹوپس کی بیع و شراء اور دیگر فوائد درست ہیں۔ دار السلام مجلس الافتاء مندرجہ بالا سوالات کے جوابات میں یہ فتویٰ تحریر کرتے ہیں کہ آکٹوپس اور بام مچھلی سمندری جاندار ہیں اور دونوں حلال ہیں اور انہیں کسی بھی مصنوعات یا دوائی میں استعمال کیا جا سکتا

ہے۔ مزید بر آں سیپی، گھونگا یہ بھی حلال ہے اس کا کاروبار اور دوائی میں استعمال سب جائز ہے۔ جامعہ نعیمیہ اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ آکٹوپس کا کھانا حرام ہے۔ کیونکہ یہ مچھلی نہیں ہے۔ لہٰذا بام مچھلی کا کھانا حلال ہے۔ آکٹوپس اور بام مچھلی کی خرید و فروخت اور ادویات میں استعمال جائز ہے۔ مزید یہ کہ سیپی اور گھونگے کے کھانے کو حرام جبکہ ان کی تجارت اور ادویات کو بھی حرام قرار دیتے ہیں۔ ادارہ منہاج الحسین دار الافتاء والقضاء نے آکٹوپس اور بام مچھلی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ ان کا کھانا اور تجارت جائز نہیں ہے۔ البتہ ادویات استعمال کی جاسکتی ہیں۔ نیز سیپی اور گھونگا کا کھانا اور تجارت جائز نہیں لیکن ادویات میں استعمال جائز قرار دیا ہے۔ حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر آکٹوپس اور بام مچھلی کو کھانے کا جواز ثابت نہیں۔ لہٰذا کاروبار ہو سکتا ہے اور ادویات کے طور پر بھی اس کا استعمال درست ہے۔ الجامعہ الاسلامیۃ الامدادیۃ لکھتے ہیں کہ آکٹوپس ایک سمندری کیکڑا ہے۔ اس کا کھانا جائز نہیں ہے البتہ دوا کے طور پر استعمال کرنا اور ان کی تجارت کرنا سب درست ہے۔ بام مچھلی کا کھانا جائز ہے۔ کیونکہ حنفیہ کے نزدیک مچھلی کی تمام اقسام جائز ہیں۔ سیپی گھونگا کا کھانا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ان کا کاروبار کرنا اور دوا کے طور پر استعمال مخصوص شرائط کے مطابق جائز ہے۔ دار الافتاء جامعہ محمودیہ، آکٹوپس اور بام مچھلی کا کھانا، خریدنا، بیچنا سب جائز ہے۔

دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم، بام مچھلی اور آکٹوپس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر ان معنوں میں مچھلی کی علامات پائی جاتی ہوں تو ان کا کھانا اور تجارت جائز ہے۔ اور ان سے بننے والی ادویات کا داخلاً و خارجاً استعمال ہر طرح سے درست ہے۔ نیز سیپی اور گھونگے کا کھانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ ان کا کاروبار جائز ہے۔ ادویات میں صرف خارجی استعمال درست ہے۔ دار الافتاء جامعہ خیر المدارس آکٹوپس، احناف کے ہاں اس کا کھانا حلال نہیں ہے[24]۔ بام مچھلی کا کھانا جائز ہے۔ سیپی، گھونگا احناف کے ہاں اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ قلب ماہیت کے تحت ادویات میں استعمال درست ہے۔ بوقت ضرورت خاص شرائط کے ساتھ خرید و فروخت کی شرعاً گنجائش ہے۔ جامعہ دار العلوم حقانیہ، آکٹوپس کو کھانا حرام قرار دیتے ہیں کیونکہ اس میں مچھلی کے اوصاف موجود نہیں۔ البتہ بطور علاج استعمال تداوی بالمحرم کی وجہ سے بقدر ضرورت بطور تداوی اس کا کھانا اور تجارت دونوں جائز ہیں۔ نیز بام مچھلی کو کھانا جائز ہے اور اس کی تجارت اور بطور تداوی استعمال کرنے کو بھی جائز کیا ہے۔ سیپی چونکہ خبائث اور حشرات الارض میں سے ہے اس لیے حنفیہ کے نزدیک اس کا کھانا حرام ہے اور بطور دوا اس کا استعمال بقدر ضرورت جائز ہے۔

سوال ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶ کے جوابات میں جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ نے یہ فتویٰ صادر کیا ہے کہ مینڈک، مگرمچھ، کچھوا اور سانپ کا استعمال بطور غذا جائز نہیں، ان کا کھانا شرعاً ناجائز ہے۔ نیز ان کی خرید و فروخت (تجارت) کسی جائز غرض کے لیے درست ہے۔ ان سے بننے والی ادویات کا بیرونی استعمال جائز ہے البتہ داخلی استعمال جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ان جانوروں سے بننے والی مصنوعات کا استعمال جائز ہے۔ جامعہ اہل حدیث القدس مذکورہ بالا سوالات کے تحت لکھتے

ہیں کہ مینڈک[25] کی حلت و حرمت میں علماء کا اختلاف ہے لیکن محدث روپڑیؒ بیان کرتے ہیں کہ احتیاط اسی میں ہے کہ اس کے استعمال سے بچا جائے۔ اسی طرح کچھوے کی حلت و حرمت میں بھی اختلاف ہے۔ لہٰذا اس کے نہ کھانے اور حرام سمجھنے میں ہی احتیاط ہے۔ البتہ کچھوے کو کھانے کے علاوہ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگرمچھ کو ذی ناب ہونے کی وجہ سے حرام کیا گیا ہے۔ لہٰذا سانپ اور کچھوؤں کے کھانے کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ کیونکہ سانپ موذی جانور ہے اس لیے اس کا کھانا حرام ہے۔ مگرمچھ اور سانپ حرام ہیں[26]۔ لہٰذا ان کی تجارت حرام ہو گی۔ اسی طرح ان سے بننے والی ادویات استعمال کرنا یا ان سے فائدہ حاصل کرنا تمام حالات میں شرعاً جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسی بیماری ہے جس کا علاج حرام چیز سے تیار کی گئی دوا سے ہی ممکن ہو تو اضطراری حالت میں ایسی دوا کی اجازت ہو گی۔ مگرمچھ اور سانپ دونوں حرام ہیں اور ان کے چمڑے سے تیار کردہ مصنوعات کا استعمال بھی شرعاً جائز نہیں ہو گا[27]۔

دار الافتاء جامع مسجد اسحٰق ان سوالات کے حوالے سے فتویٰ دیتے ہیں کہ مینڈک کا کھانا درست نہیں[28]۔ یہ حرام ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کے قتل سے منع کیا ہے۔ جب اسے قتل کرنا ہی منع ہے تو ذبح کیسے ہو گا اور بغیر ذبح کے یہ حلال کیسے ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اسے کھانا، خرید و فروخت کرنا اور ادویات میں استعمال کرنا جائز نہیں۔ سانپ بھی حرام ہے کیونکہ اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سانپوں اور بچھوؤں کو کھانا مسلمانوں کے نزدیک اتفاقی طور پر حرام ہے۔ مگرمچھ کے بارے میں اختلاف ہے لیکن صاحب فتاویٰ کے نزدیک یہ خونخوار اور کچلی والا ہونے کی وجہ سے حرام میں شامل ہے۔ مشتبہ اشیاء سے بھی گریز کیا جائے گا۔ کچھوے کے بارے میں بھی اختلاف ہے لیکن اس کے حرام ہونے کا واضح سبب معلوم نہیں اس لیے حرام کہنا مشکل ہے۔ سانپ، مینڈک، مگرمچھ کی خرید و فروخت درست نہیں البتہ کچھوا اس سے مستثنیٰ ہے اس کی خرید و فروخت درست ہے۔ نیز ان جانوروں کو ادویات میں استعمال کرنا، ان سے علاج کرنا حرام ہے۔ ان جانوروں کی کھال رنگ کر پاک ہو جائے گی[29]۔ اس لیے ان جانوروں کی کھال سے بننے والی مصنوعات درست ہیں اور انہیں استعمال کرنا بھی جائز ہے لیکن ان کی خرید و فروخت سے قبل یہ یقین کر لیا جائے کہ کھال وغیرہ کا استعمال اور خرید و فروخت ان کو پاک کرنے کے بعد کی گئی ہے۔

دار الافتاء جامعہ نعیمیہ مذکورہ بالا سوالات کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مینڈک، مگرمچھ، کچھوا اور سانپ کا کھانا حرام ہے۔ اسی طرح ان کی بیع ناجائز ہے۔ نیز ان سے بننے والی ادویات کا استعمال بھی درست نہیں ہے۔ البتہ ان کی کھالوں سے بننے والی مصنوعات کا استعمال جائز ہے۔ ادارہ منہاج الحسین دار الافتاء والقضاء اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ مینڈک، مگرمچھ، کچھوا اور سانپ کو کھایا نہیں جا سکتا۔ اسی طرح ان کی خرید و فروخت (تجارت) جائز نہیں ہے البتہ ان جانوروں سے بننے والی ادویات کو انقلاب ماہیت کے تحت استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ان جانوروں کی کھال سے بننے والی مصنوعات کے حوالے سے احتیاط واجتناب بہتر ہے۔ حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر ان جانوروں کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ان کا کھانا

حرام ہے نیز ان کی خرید و فروخت (تجارت) جائز ہے اور ان سے بننے والی ادویات کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ ان کی کھال سے بننے والی مصنوعات کا استعمال جائز ہے۔

دار الافتاء الجامعۃ الاسلامیۃ الامدادیۃ، ان مذکورہ بالا جانوروں کے بارے میں یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ ان کا کھانا جائز نہیں ہے۔ خرید و فروخت کے بارے میں اصول یہ ہے کہ ان تمام جانوروں کا کوئی جائز استعمال یا منفعت موجود ہے اس لیے ان کی خرید و فروخت بھی جائز ہے۔ ان تمام جانوروں سے بننے والی ادویات کا خارجی استعمال تو جائز ہے اور بصورت حالت اضطرار میں ان ادویات کا داخلی استعمال بھی جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان جانوروں کی کھال کو دھوپ میں خشک کر کے جیکٹس وغیرہ بنائے جائیں تو اس کا استعمال درست ہے۔ اس حوالے سے جامعہ محمودیہ یہ فتویٰ نقل کرتے ہیں کہ مینڈک، مگرمچھ، کچھوا، سانپ حرام ہیں، ان کا کھانا جائز نہیں۔ ان کی خرید و فروخت (تجارت) بھی جائز نہیں۔ نیز کھانے کی ادویات میں ان کو شامل کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ خارجی استعمال جائز ہے اور ان جانوروں کی کھال سے نفع اٹھانا بھی جائز نہیں ہے۔ دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم ان جانوروں کے کھانے کو شرعاً ناجائز کہتے ہیں۔ نیز ان جانوروں کی خرید و فروخت کسی صحیح مقصد کے لیے درست ہے۔ ادویات کا خارجی استعمال درست ہے البتہ ان جانوروں کی کھال سے بننے والی مصنوعات کا استعمال شرعاً درست ہے۔ جامعہ خیر المدارس ان جانوروں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ کوئی بھی جانور کھانا شرعاً جائز نہیں ہے[30]۔ البتہ قلب ماہیت کے پیش نظر ادویات کو استعمال کیا جا سکتا ہے اور خرید و فروخت کے متعلق بوقت ضرورت خاص شرائط کے ساتھ شرعاً گنجائش ہے لیکن اسے عام کاروبار بنانا پسندیدہ نہیں۔ لہٰذا ذکر کردہ جانوروں کی کھال دباغت کے بعد اس سے تیار کردہ مصنوعات کا استعمال شرعاً جائز ہے[31]۔

دار الافتاء سے موصول ہونے والے فتاویٰ کے جوابات کو مختصراً نیچے دیئے گئے جدول میں بیان کیا گیا ہے تاکہ سمندری حیوانات کے احکامات بہتر طور پر واضح ہو سکیں۔

جدول فتاوی جات

نمبر شمار		1	2	3	4	5	6	7	8
سوالات		مچھلی بطور خوراک	مچھلی کا ذبح کرنا	مردہ حالت میں مچھلی کا کھانا	مچھلی کی بیع	مچھلی کا استعمال بطور ادویات	بڑی مچھلیوں کے احکامات	سمک طافی	جھینگا بطور غذا
مدارس	جامعہ اشرفیہ	حلال	ضروری نہیں	حلال	جائز	حلال	حلال	حلال نہیں	پرہیز بہتر ہے
	علوم اسلامیہ منصورہ	حلال	ضروری نہیں	کھایا جاسکتا ہے	جائز	جائز	حلال	کھائی جاسکتی	جائز
	جامع اہل حدیث القدس	حلال	ضروری نہیں	کھایا جاسکتا	جائز	جائز	جائز	کھائی جاسکتی	حلال
	جامع مسجد اسحاق	حلال	ضروری نہیں	کھایا جاسکتا	جائز	جائز	حلال	حلال	حلال
	دار السلام مجلس الافتاء	حلال	ضروری نہیں	جائز	جائز	جائز	حلال	حلال	حلال
	جامعہ نعیمیہ	حلال	ضروری نہیں	کھایا جاسکتا	جائز	جائز	حلال	مکروہ	بڑا جھینگا جائز
	الجامعۃ الاسلامیہ امدادیہ	حلال	ضروری نہیں	کھانا جائز ہے	جائز	جائز	جائز	جائز نہیں	جائز
	جامعہ محمودیہ	حلال	ضروری نہیں	کھانا جائز ہے	جائز	جائز	جائز	جائز نہیں	اجتناب بہتر ہے
	جامعہ قاسم العلوم	حلال	ضروری نہیں	جائز	جائز	درست	جائز	شرعاً جائز نہیں	حلت و حرمت میں اختلاف
	خیر المدارس	حلال	ضروری نہیں	حلال	جائز	جائز	جائز	حلال نہیں	اجتناب بہتر ہے
	جامعہ دار العلوم حقانیہ	حلال	ضروری نہیں	کھانا جائز ہے	جائز	جائز	حلال	مکروہ	عدم جواز
تشیعہ (ظاہری)	ادارہ منہاج الحسین	حلال	ضروری نہیں	کھایا جاسکتا	چھلکے والی جائز	جائز	جائز (چھلکے والی)	جائز نہیں	پران (جائز) لوبسٹر (ناجائز)
	حوزہ علیمہ جامعۃ المنتظر	حلال	ضروری نہیں	کھایا جاسکتا	جائز	جائز	جائز	حرام	جائز

	9	10	11	12	13	14	15	16	17
	جھینگے کی خرید وفروخت	جھینگا بطور ادویات	آکٹوپس بطور غذا	بام مچھلی بطور غذا	ان دونوں کے احکام تجارت	ان دونوں کا بطور دوا استعمال	سیپی، گھونگا بطور غذا	سیپی، گھونگا بطور دوا	سیپی، گھونگے کی تجارت
	احتیاط	احتیاط	------	جائز	------	------	------	------	------
	جائز	جائز	------	جائز	جائز	جائز	جائز نہیں	جائز	------
	جائز	جائز	------	حلال	جائز	جائز	------	جائز	جائز
	درست	جائز	حلال	جائز	جائز	جائز	------	------	------
	جائز	اباحت وجواز	حلال	حلال	جائز	جائز	حلال	جائز	جائز
	جائز	جائز	حرام	حلال	جائز	درست	حرام	ناجائز	ناجائز
	درست	جائز	جائز نہیں	جائز	جائز	جائز	------	جائز	جائز
	احتیاط بہتر ہے	جائز	جائز	جائز	جائز	------	------	------	------
	جائز	جائز	مچھلی (جائز)	مچھلی (جائز)	جائز	درست	جائز نہیں	خارجی استعمال درست	جائز
	گنجائش	جائز	حلال	جائز	بوقت ضرورت جائز	درست	جائز نہیں	درست	بوقت ضرورت درست
	مچھلی ہو تو جائز	بقدر ضرورت جائز	حرام	جائز	درست	جائز	حرام	بقدر ضرورت جائز	------
	پران (جائز) لوبسٹر (ناجائز)	جائز	جائز نہیں	جائز نہیں	جائز نہیں	جائز	جائز نہیں	جائز	جائز
	جائز	جائز	ائز نہیں	جائز نہیں	جائز	درست	------	------	------

18	مینڈک، مگرمچھ، کچھوا، سانپ بطور غذا	------	جائز نہیں	جائز نہیں	درست نہیں	------	حرام	جائز نہیں	حرام	ناجائز	جائز نہیں	------	حرام	حرام
19	برمائی حیوانات کی تجارت کے احکامات	------	درست (جائز غرض کے لیے)	حرام	درست نہیں سوائے کچھوا	------	ناجائز	جائز	جائز نہیں	درست (صحیح مقصد)	گنجائش بوقت ضرورت	------	جائز نہیں	جائز
20	برمائی حیوانات کا بطور دوا استعمال	------	بیرونی استعمال جائز	اضطراری حالت میں جائز	جائز نہیں	------	درست نہیں	خارجی استعمال جائز	جائز نہیں	خارجی استعمال درست	گنجائش ہے	------	درست	درست
21	برمائی حیوانات کا بطور مصنوعات استعمال	------	درست	جائز نہیں	درست	------	جائز	درست	جائز نہیں	درست	درست	------	اجتناب بہتر ہے	جائز

حاصل کلام:

تمام جامعات کے دار الافتاء سے فتاویٰ جات کی صورت میں جو جوابات موصول ہوئے ان کا خلاصہ یہ ہے:

- مچھلی کو بطور خوراک استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی کسی مکتبہ فکر میں مچھلی کو ذبح کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ حدیث میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ نیز یہ کہ سمک طافی کے احکامات میں مختلف مکتبہ ٔفکر کے ہاں اختلاف ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کا استعمال جائز ہے اور جب کہ حنفیہ اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔ مچھلی کی بیع اور اس کے بطور ادویات میں استعمال کے حوالے سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لہٰذا مچھلی کی بیع و شراء اور ادویات کا استعمال درست ہے۔ کیونکہ جو جانور فی نفسہ حلال ہو اس کے اعضاء سے بننے والی ادویات اور بیع و شراء کا حکم بھی وہی ہوتا ہے جو فی نفسہ اس جانور کا ہوتا ہے۔ بڑی مچھلیوں جن میں وہیل، عنبر، شارک اور ڈولفن وغیرہ شامل ہیں یہ سب بھی باقی مچھلیوں کی طرح حلال ہیں۔
- جھینگے کے بارے میں اختلاف صرف اس کے مچھلی ہونے یا نہ ہونے پر ہے۔ اگر یہ مچھلی کی قسم میں سے ہے تو حلال ہے اور اگر مچھلی کی قبیل سے نہیں تو حرام ہے۔ لیکن ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کا استعمال درست ہے۔ البتہ حنفیہ جھینگے کو کھانا درست نہیں سمجھتے۔ عصر حاضر کے احناف فقہاء جھینگے کو کھانے کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر اس کا کھانا جائز ہے تو اس کی خرید و فروخت اور ادویات میں استعمال بھی درست ثابت ہوتا ہے۔ بام مچھلی کا کھانا بھی درست ہے کیونکہ یہ مچھلی کی قبیل سے ہے لیکن اس کی مشابہت سانپ جیسی ہے۔ آکٹوپس کی خرید و فروخت اور ادویات میں استعمال بوقت ضرورت درست ہے۔ نیز سیپی اور گھونگا کھانے میں احتیاط برتی جائے تو بہتر ہے، البتہ محدود پیمانے پر بطور دوا اس کے استعمال کی گنجائش نکلتی ہے۔
- برمائی حیوانات کو بطور خوراک استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں ہے البتہ کچھ فقہاء کچھوے کو اس سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ برمائی حیوانات کی تجارت کے احکامات کے حوالے سے بھی سختی برتی گئی ہے، کیونکہ یہ سب حیوانات خبائث میں شامل ہیں۔ لیکن عصر حاضر میں حالات کے پیش نظر تجارت کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اسکی اجازت دی جاسکتی ہے۔ ادویہ میں استعمال کے حوالے سے احتیاط برتی جائے تو بہتر ہے۔ لیکن اگر بوجہ قلب ماہیت اور استحالہ و استہلاک سے اس چیز کی ماہیت بدل جائے تو بطور دوا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اضطراری حالت میں دوا کے استعمال کی گنجائش موجود ہے۔ تجارت کے حوالے سے برمائی حیوانات کی بات کی جائے تو اس پہلو کو مد نظر رکھا جائے کہ اگر ان کر کھال کو دباغت کے ذریعے اچھی طرح صاف کر لیا گیا ہے تو ان کو مصنوعات میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

نتائج وسفارشات:

مقالہ نگاران نے زیر نظر مقالہ میں سمندری حیوانات سے متعلقہ مباحث کا ذکر کیا ہے۔ اس لیے سفارش کی جاتی ہے کہ حیوانات کی سائنسی تقسیم کو معیار بناتے ہوئے گوشت خور جانور اور پرندوں کے فقہی احکامات کا تقابلی مطالعہ کیا جائے۔ اُمید ہے اس عنوان سے کئی مفید علمی جہتیں کھلیں گی اور اس سلسلے میں موجود کئی فقہی اختلافی مسائل میں ترجیحی آراء قائم کرنے میں مدد ملے گی۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ سورۃ الانعام:۶/ ۱۵۳

2۔ سورۃ الحج:۲۲/ ۷۸

3۔ دارالافتاء جامعہ اشرفیہ، لاہور؛ جامعہ اشرفیہ لاہور کا شمار پاکستان کے ممتاز ترین دینی مدارس میں ہوتا ہے۔ مدرسہ کے بانی و سرپرست اعلیٰ مولانا مفتی محمد حسین صاحب کو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے خاص عقیدت تھی۔ اس لیے درسگاہ کا نام بھی اسی مناسبت سے جامعہ اشرفیہ رکھا گیا۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۴۷ء کو اس مدرسہ کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ جامعہ کی سند ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے مساوی قرار دی گئی ہے۔ ایک مجلس منتظمہ موجود ہے جو حکومت سے رجسٹرڈ ہے۔

4۔ جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ، لاہور؛ پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں اس مرکزی درسگاہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا افتتاح استاذ العلماء حضرت مولانا محمد چراغ صاحب نے اولین درس قرآن سے کیا۔ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ میں درس نظامی کے فارغ التحصیل طلبہ کے لیے التخصص فی العلوم اسلامیہ کے نام سے ایک خاص شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ جس میں تفسیر اصول، تفسیر احکام القرآن، حدیث، اصول حدیث، احکام الحدیث، قدیم وجدید فلسفہ تاریخ اور افتاء و قضاء کے مضامین پر مشتمل کتب کو شامل کیا گیا ہے۔

5۔ جامعہ اہلحدیث القدس، دالگراں چوک، لاہور؛ جامعہ کی بنیاد مفتی اعظم حافظ عبد اللہ محدث روپڑی مرحوم نے ۱۹۱۴ء میں رکھی۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا موصوف نے ۱۹۴۹ء میں جامعہ اہل حدیث کے نام سے چوک دالگراں لاہور میں اس کا دوبارہ اجراء کیا اور اس جامعہ کے مہتمم ثانی اور ناظم اعلیٰ حافظ عبد القادر روپڑی تھے۔ حافظ عبد القادر روپڑی کی رحلت کے بعد ۱۹۹۹ء میں حافظ عبد الغفار روپڑی اس عظیم درسگاہ کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ یہ عظیم دانش گاہ لاہور ریلوے اسٹیشن کے قریب برانڈرتھ روڈ (نشتر روڈ) چوک دالگراں لاہور پر واقع ہے۔

6۔ جامعہ مسجد اسحٰق چونامنڈی لاہور، جامع مسجد اسحاق یو کے سنٹر اعظم کلاتھ مارکیٹ لاہور علم و عمل کا ایک عظیم ادارہ ہے۔

7۔ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور؛ اس کا آغاز گیارہ شوال المکرم ۱۹۵۶ء بمطابق ۱۳۷۶ ہجری کو باغیچی نہال چند اندرون لوہاری دروازہ میں ہوا اور اس کی نئی عمارات کا سنگ بنیاد ۱۹۷۲ء میں رکھا گیا۔

8۔ دارالاسلام مجلس الافتاء لاہور؛ عبد المالک مجاہد نے ۱۹۹۲ء میں دارالسلام کے نام سے ایک باقاعدہ اشاعتی ادارہ قائم کیا جو اٹھارہ سال کے قلیل عرصہ میں علوم دین کے فروغ اور کتاب و سنت کی اشاعت کے بین الاقوامی ادارے کی حیثیت سے نام پیدا کر چکا ہے۔ دارالسلام کا صدر دفتر سعودی عرب کے دارالحکومت الریاض میں کام کر رہا ہے۔

9۔ دار الافتاء جامعہ نعیمیہ لاہور، ایک عظیم و تاریخی درسگاہ جس نے دینی علوم کی ترویج میں اہم خدمات سرانجام دیں۔ پاکستان کے شہر لاہور کے گنجان آباد علاقے گڑھی شاہو میں واقع عظیم اسلامی تعلیمی دانش گاہ، جس کی بنیاد مفتی محمد حسین نعیمی نے رکھی تھی۔

10۔ ادارہ منہاج الحسین دار الافتاء والقضاء جوہر ٹاؤن لاہور؛ اس ادارے کے بانی و سرپرست اعلیٰ علامہ ڈاکٹر محمد حسین اکبر ہیں۔

11۔ حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر دار الافتاء ماڈل ٹاؤن لاہور؛ اس عظیم مرکز علمی کی تاسیس ۱۹۵۴ء میں حسینیہ ہال موچی دروازہ لاہور میں ہوئی۔ ۱۹۵۶ء میں محسن ملت علامہ سید صفدر حسین نجفی اس ادارے سے وابستہ ہوئے۔ ان کی کاوشوں اور افراد و قوم کے تعاون سے یہ مرکز ۱۹۷۱ء میں موجودہ عظیم الشان کیمپس میں منتقل ہوا۔ جامعۃ المنتظر علمی، دینی اور ملی سرگرمیوں کے لحاظ سے قومی تاریخ کا ایک درخشندہ باب ہے۔

12۔ الجامعۃ الاسلامیۃ الامدادیۃ، گلشن امدادستیانہ روڈ فیصل آباد پاکستان؛ شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب رحمت اللہ علیہ نے 1983 میں اپنے شیخ و مرشد عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبد الحی عارفی قدس سرہ کی صدارت و سرپرستی میں قائم فرمایا۔ آپ کا شمار ملک کے چند محبوب ترین مدرسین میں ہوتا تھا۔ اس جامعہ نے بہت ہی مختصر عرصے میں ایک بڑے اور مقبول ادارے بلکہ ایک مؤثر تعلیمی و تربیتی تحریک کی شکل اختیار کرلی اور تمام سلاسل مقبولہ کے بزرگان دین، علماو طلبہ اور عوام کی توجہات کا مرکز بن گیا۔

13۔ جامعہ محمودیہ جھنگ

14۔ دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان؛ جامعہ قاسم العلوم ملتان کی بنیاد کچہری روڈ پر 1946 میں رکھی گئی اور باقاعدہ آغاز و خصوصی دعا کے لئے شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ 8 اکتوبر 1946ء کو یہاں تشریف لائے بعد ازاں گلگشت کالونی میں موجودہ جامعہ قاسم العلوم (جدید) کی بنیاد مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے رکھی۔

15۔ جامعہ خیر المدارس ملتان؛ 9 مارچ 1931 کو خیر محمد جالندھری نے اشرف علی تھانوی کی تجویز پر قائم کیا تھا حضرت تھانوی خیر المدارس کے پہلے سرپرست بھی بنے اور بعد کے سرپرستوں میں شبیر احمد عثمانی اور شمس الحق افغانی شامل تھے۔ ۸ اکتوبر 1947 کو ملتان میں اس کا دوبارہ قیام عمل میں لایا گیا مدرسہ کی پہلی مجلس عاملہ میں محمد شفیع دیوبندی، محمد ادریس کاندھلوی، ظفر احمد عثانی اور شمس الحق افغانی شامل تھے۔ ۱۹۷۰ کو خیر المدارس میں ایک مدرسۃ البنات کا قیام عمل میں آیا۔

16۔ جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ؛ ۱۹۴۷ء کو شیخ الحدیث مولانا عبد الحق نے جامعہ دار العلوم حقانیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس جامعہ نے وفاق المدارس کی تاسیس میں بنیادی کردار ادا کیا۔ جامعہ کے شعبہ جات میں تعلیم القرآن، درس نظامی، شعبہ تکمیل، تخصص فی الفقہ والافتاء، تخصص فی الحدیث، تحفیظ القرآن الکریم والتجوید، فتاوی حقانیہ، کمپیوٹر، انگلش لینگویج وغیرہ شامل ہیں۔

17۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب اکل الجبن، دار المعرفہ، بیروت، س ن، رقم الحدیث: ۳۳۴۹، ۲/ ۱۱۰۲

18۔ سورۃ المائدہ: ۵/ ۳

19۔ ابو داود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب الطب، باب فی الادویہ المکروہیہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ، رقم الحدیث: ۳۸۷۱، ۵/ ۶۳۱

20۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ سیف البحر، دار السلام، الریاض، ۱۴۱۷ھ، رقم الحدیث: ۴۳۶۱

21۔ اشرف علی تھانوی، مولانا، امداد الفتاوی، مکتبہ دار العلوم، کراچی، ۲۰۰۵، ۸/ ۲۵۷

22۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت، ۲۰۰۰ء، ۶/ ۳۰۶

23۔ ایضاً، ۵/ ۹۶

24۔ایضاً، ۶/ ۳۰۶

25۔سنن الکبری للبیہقی، کتاب الضحایا، باب مایحرم من جهة مایاکل العرب، داراحیاء التراث العربی، بیروت، س ن، رقم الحدیث: ۱۹۳۸۲

26۔ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع فتاوی، مکتبہ العبیکان، س ن، ۱۱/ ۶۰۹

27۔سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب عن الدواء الخبیث، رقم الحدیث: ۳۴۵۹

28۔الجامع الصحیح، کتاب الشرکہ، باب فی الشرکہ فی الطعام والنہد اء والعروض، رقم الحدیث: ۶۹۷۰

29۔مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب تحریم التداوی وبیان انہالیست بدواء، دار السلام، الریاض، ۲۰۰۴، رقم الحدیث: ۳۶۶

30۔انصاری، عالم بن العلاء، فتاوی التاتار خانیہ کذا فی المحیط البرہانی، ادارۃ القرآن، کراچی، س ن، ۱۷/ ۳۷۹

31۔عمار بن علی الشرنبلانی، مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، مطبعہ العلمیہ، بیروت، ۱۳۱۵ہجری، ۱/ ۶۹